”قندیل خیال“ کی روایت کا مطالعہ

A study of the tradition of Qandeel Khayal

عاصمہ مائل*

Abstract:

Qandeel Khayal" which was published from Loralai district has played an important role in the development and promotion of Urdu literature in Balochistan. The editor of his literary magazine was Mohammad Yusuf Popalzi and the assistant editor was Lala Fateh Chand Naseem. These two great writters together lit the candle of "Qandeel Khayal". And it was the first literary magazine of Balochistan to be published from Loralai. This literary journal has not only created great poets in this province (Baluchistan) but also encouraged such poets. Who has been the artistic and intellectual parentage of Urdu literature for decades. In this journal, not only Urdu poems and prose genres were published, but poems and prose articles of Pashto, Balochi, Brahui, Saraiki, Punjabi and other languages were also published. Qandeel Khayal is the only Urdu journal of this province which has played a significant role in the development of culture along with literature. In this article, all the information about this literary journal "Qandeel Khayal" has been collected and also shed light on its historical role.

Key words: literary journal, poems, prose, culture, artistic, intellectual.

جیسا کہ ادبی جرنلز کا ہر دور میں ایک اہم اور تاریخی مقام رہا ہے، بہت سے ایسے جرنلز ہیں جس نے مختلف ادوار میں اپنا ادبی کردار ادا کرتے ہوئے ایسا اہم ادبی اور تاریخی شخصیات بنائے ہیں جس کا ذکر اکسویں صدی میں لوگ فخر سے کرتے ہوئے یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ان شخصیات نے ادب اور تاریخ کی ایسی آبیاری کی ہے جو تا قیامت زندہ رہے گی، جرنلز اور جرائد کے اس زمرے میں ایک اہم نام لورالائی سے شائع ہونے والی جرنل "قندیل خیال" کا ہے، جس کا آغاز ۱۹۱۱ء میں ہوا تھا۔ اور اس کے روح رواں محمد یوسف پوپلزی تھے۔ اور لالہ فتح چند نسیم ان کے معاون و مدد گار تھے۔ ان دونوں شخصیات نے ”قندیل خیال“ کی شمع روشن کی اور یہ لورالائی سے جاری ہونے والا بلوچستان کا پہلا ادبی رسالہ تھا۔ ”قندیل خیال“ رسالے کے آغاز اور وجوہات کے حوالے سے ڈکٹر انعام الحق کوثر کی تحقیقی کتاب ”بلوچستان میں

---

* M.phil Scoler, Sardar Bahadur Khan Women Universty, Quetta.

اُردو“ کا مطالعہ کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے لورالائی سے جاری ہونے والے ادبی رسالے ”قندیل خیال“ کا تذکرہ کیا۔ ”بلوچستان میں اُردو“ میں صحافت کے باب میں ’رسائل“ کے عنوان سے رقم کیے گئے باب میں ”قندیل خیال“ کے آغاز اور وجوہات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”چونکہ بلوچستان میں بیسوی صدی کے آغاز میں کوئی لیتھو پریس نہ تھا اس لیے یہاں کی علمی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیاں بھی منظر عام پر نہ آئی تھیں ویسے اُن دنوں اُردو ان حلقوں میں سرعت کے ساتھ اپنا اثر دکھا رہی تھی، اس لیے ادبی ذوق رکھنے والے چند صاحبان نے شعراء کے طرحی اور غیر طرحی کلام، ادبی اور علمی خبروں کی اشاعت کی غرض سے ۱۹۱۴ء میں لورالائی (کوئٹہ سے براہ زیارت ۱۳۵ میل، براہ ہندو باغ ۱۵۹ میل) سے ایک رسالہ بنام ”قندیل خیال“ (طول ۹ اِنچ اور عرض ۲/۱۵ انچ، صفحات ۴۰ کے قریب) جاری کیا اس کے سرپرست خان عزیز الدین خان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے“ (1)۔

” قندیل خیال“ کے حوالے سے بلوچستان کی مختلف تحقیقی کتابوں میں اس کی اشاعت کے متعلق ایک تاریخ پر اتفاق نظر نہیں آتا۔ آغا ناصر نے اپنی کتاب ”بلوچستان میں اُردو شاعری“ میں ” قندیل خیال“ کی تاریخ اشاعت ۱۹۱۵ء بتائی ہے کہ بلوچستان کا پہلا ادبی جریدہ یوسف ؔپوپلزئی کے تعاون سے ۱۹۱۵ء میں جاری ہوا۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر اپنی کتاب ”بلوچستان میں اُردو“ میں ”قندیل خیال“ کی تاریخ ۱۹۱۴ء بتاتے ہیں۔ مگر یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ کون سے مہینے میں شائع ہوا۔ اور اکثر و بیشتر کتابوں میں اور ادبی مباحثوں میں ” قندیل خیال“ کی تاریخ اشاعت ۱۹۱۱ء بتائی گئی ہے۔ کہ جب لورالائی میں مشاعرے شروع ہوئے تھے تو ان مشاعروں کی رپورٹ ”قندیل خیال“ رسالے میں چھپتی تھی۔ اور ان مشاعروں کی تاریخ اکثر جگہ ۱۹۱۱ء بتائی جاتی ہے۔ اس ضمن میں سب سے پریشان کن بات یہ ہے کہ یہ رسالے اب موجود نہیں ہے۔ اور ان رسالوں کی اشاعت کو ایک صدی گزر چکی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ یہ رسالے قیامِ پاکستان سے پہلے دہلی سے چھپ کر آتے تھے اور جہاں سے ان رسالوں کی ملنے کی اُمید تھی انھوں نے بھی دینے سے صاف انکار کر دیا۔ میرے لیے یہ اس لیے بھی پریشانی کی وجہ بنی کیوں کہ میری تحقیقی تجویز کا پورا ایک باب ”قندیل خیال“ رسالے سے متعلق ہے۔ اور چوں کہ میرا تحقیقی مقالے کا عنوان ”لورالائی کے شعرا کی اُردو شاعری“ ہے تو اس سلسلے میں ”قندیل خیال“ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اس سلسلے میں کافی مرتبہ لورالائی گئی۔ وہاں کے ڈگری کالج کی لائبریری اور پبلک لائبریری لورالائی میں بھی ” قندیل خیال“ رسالے کو تلاش کیا مگر مجھے ناکامی ہوئی۔ پھر لورالائی میں اردو ادب کے مشہور

شخصیت پروفیسر خورشید افروزؔ کے گھر گئی چوں کہ وہ ادبی حوالے سے لورالائی کا سرمایہ ہیں۔ اور لورالائی کے ادبی سرگرمیوں میں ان کا بڑا حصّہ ہے۔ اُن سے اپنے تحقیقی عنوان کے سلسلے میں بات کی۔ اور اُن سے ”قندیل خیال“ رسالے کے بارے میں پوچھا۔ تو اُنھوں نے مجھے بتایا کہ کافی عرصہ پہلے میں شاعر اخگرؔ کا انٹرویو لینے گیا تو اس کی الماری میں ”قندیل خیال“ رسالہ دیکھا تو ان سے لے لیا۔ اور پھر مجھ سے سعید گوہرؔ نے وہ رسالہ لے لیا۔ اور پھر وہ رسالہ مجھے واپس نہیں ملا۔ خورشید افروزؔ نے مجھے ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے بیٹے سلیم کوثر کا موبائل نمبر دیا کہ اس سلسلے میں اُن سے بات کروں۔ شاہد ڈاکٹر صاحب کی لائبریری میں یہ رسالے موجود ہوں۔ میں نے ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے بیٹے سلیم کوثر سے ٹیلی فونک رابطہ کیا اور اُن سے ”قندیل خیال“ کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے بتایا کہ والد صاحب کی لائبریری میں اب یہ رسالے موجود نہیں ہے۔ کیوں کہ والد صاحب کو بھی کسی نے دیئے تھے اور اُنھوں نے اپنا تحقیقی کام مکمل کرنے کے بعد رسالے واپس کر دیئے۔ اُنھوں نے بھی اسی ایک گھر کی نشان دہی کی جہاں رسالے موجود ہیں۔ مگر وہاں سے یہ رسالے ملنا ناممکن سی بات ہے۔ کیوں کہ میں نے بارہا بار ان سے رسالے کے حوالے سے بات کی مگر ہر دفعہ مایوسی ہوئی۔

”قندیل خیال“ رسالے کی تلاش کی مد میں کوئٹہ میں موجود بڑی اور پرانی سب لائبریریاں چھانی مگر ہر جگہ سے سوائے مایوسی کے کچھ نہیں ملا۔ میں نے اپنی تلاش جاری رکھی اور ایک دن عمر گل عسکر کے گھر گئی۔ کیوں کہ تابش نگینویؔ کی پوتی عسکرؔ صاحب کی بہو ہیں۔ اُن سے ملاقات کی۔ اُسے شعر و ادب سے دلچسپی نہیں ہے اس حوالے سے وہ کچھ خاص معلومات نہیں دے سکی۔ پھر اُن سے ان کے لورالائی کے گھر کا پتہ لیا۔ اور ایک بار پھر ”قندیل خیال“ رسالے کی تلاش میں لورالائی تابش نگینویؔ کے گھر جا پہنچی۔ اور اُن سے تابش نگینویؔ کے ادبی اثاثوں کے متعلق پوچھا تو اُن کے پوتوں نے کہا کہ ہم نے جو کتابیں وغیرہ تھی وہ ضائع کر دی بس ایک چھوٹی سی صندوقچی میں اُن کا تھوڑا بہت کلام پڑا ہے اس کے علاوہ اُن کے گھر میں ادبی کتابیں اور رسائل موجود نہیں ہے۔

میں ایک بار پھر ناکامی کے بعد کوئٹہ واپس آ گئی اور اپنے نگران ڈاکٹر ضیاء الرحمن صاحب کو بتایا کہ مجھے یہ رسالے کہیں سے نہیں ملے۔ اور میں تو ہمت ہار چکی ہوں میں پورا باب ”قندیل خیال“ کے حوالے سے کیسے مکمل کر پاؤں گی۔ تو نگران ڈاکٹر ضیاء الرحمن صاحب نے مجھے حوصلہ دیا کہ ہمت مت ہارو باقی باب پر کام شروع کر دو اس کے متعلق میرا ایک مقالہ ہے میں وہ آپ کو دے دوں گا۔ جو آپ کی مدد

کرے گا۔ ڈاکٹر صاحب سے ان کا زیر تحریر مقالہ ”بلوچستان میں اُردو کے اولین شاعرات“ حاصل کیا۔ اور یہ انکشاف ہوا کہ ”قندیل خیال“ اب ایک ایسی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ جس کا تذکرہ بلوچستان کے اولین ادبی جریدے کے طور پر تو اخبارات و رسائل اور شعراء کے انٹرویو میں تو ملتا ہے۔ مگر بلوچستان کے سرکاری و پرائیویٹ کتب خانوں میں ”قندیل خیال“ ادبی رسالہ دستیاب نہیں ہے۔ بلوچستان کی بہت کم ایسی شخصیات ہیں۔ جن کے پاس ”قندیل خیال“ رسالہ ایک، دو، یا پھر زیادہ سے زیادہ آٹھ کاپیوں کی تعداد میں دستیاب ہے۔ ”قندیل خیال“ جو مسلسل کئی سالوں تک شائع ہوتا رہا اس کی مکمل کاپیاں اب حاصل نہیں ہو سکتی۔ تحقیقی کتابوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ”قندیل خیال“ جریدے کا اجراء ۱۹۱۴ء میں ہوا مگر کس مہینے میں ہوا اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہے اور نہ ہی یہ معلومات کہیں سے مل سکی ہیں کہ اس جریدے کی آخری تاریخ اشاعت کب ہوئی تھی؟

ڈاکٹر صاحب سے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ اُنھیں ”قندیل خیال“ کے عکسی نقول سائنس کالج کے اُردو کے پروفیسر راغب تحسین نے کروائی تھی۔ انہوں نے ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن صاحب کو بتایا کہ سنڈیمن لائبریری میں ”قندیل خیال“ کی آٹھ کاپیاں ستمبر ۱۹۱۴ء سے لے کر اپریل ۱۹۱۵ء تک موجود ہیں اور جن کی اُنھوں نے عکسی نقول بھی کروالی ہیں اور اُنھوں نے ہی ڈاکٹر صاحب کو بھی نقول کروا کر دی۔ اور اس کے بعد سنڈیمن لائبریری سے اس اہم اور تاریخی رسالے کی آٹھ کاپیاں غائب ہو گئیں۔ ان رسالوں کے غائب ہونے کا ذکر افشاں خانم نے بھی ایک مقالے میں کیا ہے۔ جو کہ بلوچستان کی لائبریروں پر پی۔ ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کر رہی ہیں اُنھوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ اُنھوں نے خود اپنی آنکھوں نے سنڈیمن لائبریری میں ”قندیل خیال“ رسالے کی آٹھ کاپیاں دیکھیں۔ اور جب اُنھوں نے دوبارہ سنڈیمن لائبریری کا وزٹ کیا تو اُنھیں یہ پتہ چلا کہ ”قندیل خیال“ کی آٹھ کاپیاں غائب ہو چکی تھیں۔ قلم قبیلہ تحقیقی و تنقیدی مجلہ (۱) میں شامل مقالے ”سنڈیمن لائبریری ماضی تا حال“ میں افشاں خانم لکھتی ہیں:

> ”لائبریری میں موجود رسائل کے شعبے میں ”قندیل خیال“ کے شمارے موجود تھے۔ یہ بلوچستان کے اُردو ادب کا انتہائی اہم، قدیم مطبوعہ اور دستاویز کی سی حیثیت رکھنے والا ورثہ تھا۔ ”قندیل خیال“ کا یہ اثاثہ ستمبر ۱۹۱۴ء سے دسمبر ۱۹۱۴ء تک کے چار شماروں کو یکجا کر کے مجلد کیا گیا تھا۔ ہر شمارے میں سردار محمد یوسف پوپلزئی کے زیر اہتمام لورالائی میں منعقد ہونے والے ماہانہ مشاعروں کے طرحی اور غیر طرحی

کلام کو چھاپا جاتا تھا اس میں ان شاعروں کے نام بھی درج ہوتے تھے جن کا کلام پیش کیا جاتا تھا۔ یہ شمارے دہلی میں چھپتے تھے۔ راقم نے اسے مارچ ۲۰۰۶ء میں دیکھا تھا۔ اس وقت اس کے بارے میں چند بنیادی معلومات درج تھیں اس کے بعد ”قندیل خیال“ کی مذکورہ جلدوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا اندیشہ ہے کہ یہ قیمتی سرمایہ بھی ضائع نہ ہو جائے۔ یا صرف ایک شخص کی ملکیت نہ بن جائے“(2)۔

”قندیل خیال“ کے آغاز کے متعلق آغا محمد ناصر اپنی تحقیقی کتاب ”بلوچستان میں اُردو شاعری“ میں لکھتے ہیں:

”ستمبر، ۱۹۱۴ء میں سردار محمد یوسف پوپلزئی اور لالہ فتح چند نسیم کے زیر اہتمام لورالائی سے ”قندیل خیال“ کا اجراء ہوا۔ یہ ماہانہ رسالہ دہلی سے چھپ کر لورالائی سے شائع ہوتا تھا۔ اس کے پندرہ بیس شمارے شائع ہوئے۔ آغا محمد ناصر بھی ڈاکٹر انعام الحق کی تائید کرتے ہوئے ”قندیل خیال“ کے پہلے ادبی جریدے کی اشاعت ۱۹۱۴ء بتاتے ہیں“(3)۔

پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ لورالائی کالج میگزین ”رگ سنگ“ میں اپنے مقالے ”لورالائی چھ سو سالہ تاریخ" میں لکھتے ہیں:

”علم و ادب کے لحاظ سے لورالائی کو کافی فوقیت حاصل ہے۔ ۱۹۱۴ء میں ایک ادبی انجمن یہاں سے ایک ماہوار علمی رسالہ ”قندیل خیال“ کے نام سے شائع اور نشر کرتی تھی آج کل بھی لورالائی کی علمی، ادبی فضا اور کزئی برادران یعنی رب نواز مائلؔ صاحب اور سعید احمد گوہرؔ صاحب کے دم قدم سے قائم ہے“(4)

۔

”قندیل خیال“ ادبی رسالے کی اجراء کی وجوہات یہی تھیں کہ سردار محمد یوسف خان یوسفؔ نے ایک ادبی تنظیم قائم کی تھی۔ جس کے تحت لورالائی طرحی اور غیر طرحی مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ ان مشاعروں کی رپورٹ تحریری صورت میں محفوظ کرنے کی غرض سے ”قندیل خیال“ کا آغاز کیا گیا۔ اور دیکھا جائے تو یہ سردار یوسف خان پوپلزئی کی بہت اہم کاوش تھی۔ جس کی بدولت ہم لورالائی کے اولین شعرا سے واقف ہوئے۔ اور اُس وقت ان شعراء کی برتنے والی شعری اصناف سے بھی واقف ہوئے۔ اور اس رسالے کی بدولت اُس وقت کے شعرا کے ناموں سے بھی آگاہی ملی۔ اگر اُس وقت یوسف خان پوپلزئی اس ادبی رسالے ”قندیل خیال“ کا اجراء نہیں کرتے تو ہم لورالائی کی ادبی حیثیت سے آگاہ نہیں

ہوتے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ لورالائی بیسوی صدی کے آغاز سے لیکر اختتام تک ادبی لحاظ سے اہم شہر رہا ہے۔ اور اُردو ادب کی ترقی و ترویج میں لورالائی نے اہم کردار ادا کیا۔ اور ۱۹۱۴ء سے لیکر ۱۹۸۰ء تک یہاں مختلف ادبی انجمنیں بنیں۔ اور ان ادبی انجمنوں نے ادبی سرگرمیوں سے لورالائی شہر کو چار چاند لگادیئے۔

"قندیل خیال" کا ارتقائی سفر

" قندیل خیال" سردار محمد یوسف خان یوسفؔ پوپلزئی کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ یوسفؔ خان پوپلزئی نے آج سے ایک صدی قبل لورالائی جیسے چھوٹے شہر سے ادبی رسالے کا اجراء کرکے اُردو ادب کو نیا رُخ دیا اور اُس وقت کے لورالائی کے اُردو شعرا کے کلام کو ایک ادبی رسالے "قندیل خیال" کے ذریعے محفوظ کیا۔ ورنہ آج اُردو ادب ان شعرا کے ناموں سے ناواقف ہوتا۔ "قندیل خیال" رسالہ بہت کم عرصے تک شائع ہوا یہ مستقل اپنی ساکھ نہیں بٹھا سکا اور یہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر " بلوچستان میں اُردو" میں رقم طراز ہیں:

" یہ لالہ ٹھاکر داس اینڈ سنز پرنٹر کے زیرِ اہتمام دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی سے چھپتا تھا اور تعداد اڑھائی سو ہوتی تھی۔ اس کے روحِ رواں سردار محمد یوسف خان یوسفؔ پوپلزئی تھے۔ یہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا"(5)۔

ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی تحقیق کے مطابق "قندیل خیال" دو سال تک جاری رہا۔ اور دو سال کے بعد یہ رسالہ پھر شائع نہیں ہوا۔ اس کی وجوہات تو معلوم نہیں ہوسکی کہ رسالہ کیوں بند ہوگیا۔ مالی وجوہات تھی یا مدیران کی ذاتی مصروفیات تھیں۔ "قندیل خیال" کا ارتقائی سفر ۱۹۱۴ء سے شروع ہوا اور جون ۱۹۱۵ء کو یہ سفر ختم ہوا۔ اپنے نگران ڈاکٹر ضیاء الرحمن سے اس کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے بتایا:

"قندیل خیال ۱۹۱۴ء ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر اور ۸۹۱۵ء جنوری، فروری، اپریل، مئی، جون کے رسالے اُنھوں نے دیکھے ہیں اور جون ۱۹۱۵ء "قندیل خیال" کا آخری شمارہ تھا"(6)۔

ڈاکٹر ضیاء الرحمن کی علمی آگاہی کے بعد یہ بات عیاں ہوتی ہے۔ کہ "قندیل خیال" ۱۹۱۴ء ستمبر سے شروع ہوا اور ۱۹۱۵ء جون میں آخری شمارہ شائع ہوا۔ اپنے نگران سے اسی رسالے کے بند ہونے کی وجوہات پوچھی کہ آخر کیا وجہ تھی کہ یہ رسالہ مزید شائع نہ ہوسکا۔ اس پر ڈاکٹر ضیاء الرحمن کہتے ہیں:

’’اپریل ۱۹۱۵ء کے ’’قندیل خیال‘‘ کے شمارے میں مدیر سردار یوسف خان یوسفؔ پوپلزئی نے ایک چھوٹا سانوٹ چھپوایا تھا۔ کہ اس شمارے کے بعد میں اس کام سے دستبردار ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد کے دو رسالے مئی، جون ۱۹۱۵ء بھی یوسف خان پوپلزئی کے نام سے چھاپے گئے اور اس کے بعد پھر یہ رسالہ بند کر دیا گیا‘‘(7)۔

اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یا تو سردار یوسف خان یوسفؔ پوپلزئی کے ساتھ اُس دور کے شعرا نے مالی معاونت نہیں کی ہوگی۔ کیوں کہ یہ رسالہ اتنے دور دہلی سے چھپ کر آتا تھا تو اس کے اخراجات بھی زیادہ ہوں گے اس دور کے مطابق۔ دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سردار یوسف خان یوسفؔ پوپلزئی کی اپنی ذاتی مصروفیات ہوں گی اور وہ اپنی ملازمت یا دوسرے گھریلو مصروفیات کی وجہ سے رسالہ جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔ اور ان کے بعد کسی اور نے بھی یہ ذمہ داری مستقل بنیادوں پر جاری نہیں رکھی۔ جس کی وجہ سے یہ رسالہ بند ہو گیا۔ ’’قندیل خیال‘‘ کا ارتقائی سفر بہت مختصر تھا۔ اور دو سال کے مختصر عرصے تک چلا۔ اسے دو سال کہنا بھی ثابت نہیں ہے۔

’’قندیل خیال‘‘ کے اہم شعرا کا تعارف

ایک صدی پہلے بلوچستان میں اُردو مشاعروں کی ابتداء ہوئی اور پہلا ادبی رسالہ ’’قندیل خیال‘‘ جاری ہوا۔ اور تقریباً ایک صدی پہلے سے اُردو یہاں کی ثقافت و صحافت پر چھائی تھی۔ اُردو ادب میں بلوچستان کی تاریخ میں نثری کام تقریباً قیامِ پاکستان سے پہلے ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور بیسوی صدی کے شروع سے ہی لورالائی میں بھی اُردو ادب کی سرگرمیاں زور و شور پر تھی۔ اور اس وقت بھی اعلیٰ پائے کے شعراء کرام موجود تھے اور ان شعراء کو متعارف کرنے میں ’’قندیل خیال‘‘ ادبی رسالے نے اہم کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر لکھتے ہیں:

’’بلوچستان میں ۱۹۱۱ء کے لگ بھگ لورالائی میں مشاعروں کا آغاز ہوا۔ ان مشاعروں میں شرکت کرنے والوں کے نام یہ ہیں۔ سردار محمد یوسف خان یوسفؔ پوپلزئی، مولوی عبدالحنان احقر، عنایت اللہ خان ایاغ، خان بہادر نبی بخش خان اسد، چراغ الدین چراغ، محمود خان محمود، نانک سنگھ نانک، فتح چند نسیم، عابد شاہ عابد، عنایت علی عنایت، ہرکرن داس ہرکرن، پنڈت جیون سنگھ، شیخ محمد عبدالحق، وغیرہ‘‘(8)۔

ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے اپنی تحقیقی کتاب ”بلوجستان میں اُردو“ میں بلوچستان میں شعری و نثری سرگرمیوں کے متعلق اہم معلومات دی ہیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر فاروق احمد کی کتاب ”بلوچستان میں اُردو زبان و ادب“ سے بھی ”قندیل خیال“ کے اہم شعرا کے بارے میں معلومات حاصل ہوگئی ہیں۔ اُنھوں نے باقاعدہ طور پر ”قندیل خیال“ کا نام تو نہیں لیا۔ مگر لورالائی میں ہونے والے مشاعروں اور شعراء کی سرگرمیوں کو تحریر کیا ہے۔ وہ ان الفاظ میں ان شعرا کے متعلق لکھتے ہیں:

”بیسوی صدی کی دوسری دہائی ۱۹۱۱ء میں لورالائی میں مشاعروں کا آغاز ہوا۔ سردار محمد یوسف خان پوپلزئی نے ادب اور مشاعروں کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے ایک رسالہ نکالا اور مشاعروں کا باقاعدہ اہتمام کیا۔ ان مشاعروں میں بیشتر اہم اور معتبر شعراء شرکت کرتے تھے۔ ان شعراء میں سردار محمد یوسف خان پوپلزئی کے علاوہ عبدالحق، عنایت اللہ خان ایاغ، خان بہادر خان، نبی بخش اسد، چراغ الدین چراغ، محمود خان محمود، نائیک سنگھ نائیک، فتح چند نسیم، عابد شاہ عابد، عنایت علی عنایت، پنڈت جیون سنگھ مسکین اور شیخ محمد عبدالحق وغیرہ شامل تھے“(9)۔

بیسوی صدی کے آغاز سے ہی بلوچستان میں ادبی سرگرمیاں زوروشور سے شروع ہوچکی تھی۔ خاص طور پر اُردو شاعری کا آغاز ہوا۔ اور اُردو زبان کو فروغ دینے میں ایک اہم شخصیت سردار یوسف خان پوپلزئی کی ہے۔ آغا محمد ناصر اپنی کتاب ”بلوچستان کی اُردو شاعری“ میں یوسف خان پوپلزئی کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اس خطے سے ادبی رسائل کا اجراء اور مشاعروں کی روایت انہی کی مرہون منت ہیں“(10)۔

آغا محمد ناصر کی کتاب ”بلوچستان میں اُردو شاعری“ میں بلوچستان میں ادبی سرگرمیوں کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے ۱۸۲۰ء سے ۱۸۸۰ء تک اُردو شعرا کے ادبی نمونوں کا سراغ ملتا ہے۔ آغا ناصر دوسرے دور کے متعلق لکھتے ہیں:

”دوسرے دور کا آغاز بلوچستان میں انگریزوں کے قبضے کے بعد یعنی ۱۸۸۰ء سے ۱۹۲۰ء تک محیط ہے۔ جس میں نواب گل محمد خان، زیب مگسی، سردار محمد یوسف پوپلزئی، عابد شاہ عابد شامل ہیں“(11)۔

ذکر شدہ حوالوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ قندیل خیال مجلے کا ادبی حوالے سے اہم رول رہا ہے اور مختلف ادوار میں مختلف شعراء کرام اور ادبی شخصیات کیلئے ادبی میدان گرم کرکے ایسے ابیاری کی ہے کہ

ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر لورالائی سے یہ ادبی گراں قدر جرنل نہیں چاپتا تو اردو ادب بہت سے شعراء کرام اوادبی نامور شخصیات سے محروم رہتے تھے.

نتیجہ: مذکورہ مقالہ سے یہ بات سامنے آگئی کہ قندیل خیال مجلے کا ابتداء جو کہ پہلے معلوم نہیں تھا اب معلوم ہوا کہ قندیل خیال کا پہلا شمارہ ستمبر 1914ء میں اور آخری شمارہ جون 1915ء میں منظر عام پر آگئی ہے، اور اس رسالے نے جیسا کہ اوپر ذکر ہو گیا مختلف ادوار میں مختلف اہم ادبی شخصیات اردو ادب کو دیئے ہیں جو آج اکیسویں صدی میں نہ صرف شاعری میں معتبر نام ہیں بلکہ اردو اور کئی اور زبانوں میں ہر تخلیقی و تحقیقی صنف سخن میں بھی معتبر نام ہیں. اور یہ بھی ایک قابلِ افسوس بات اگرچہ محققین نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ رسالہ محمد یوسف پوپلزئی نے اپنے مصروفیات کی وجہ سے چھوڑ دیا اور بعض یہ کہتے ہوئے جو کہ اس مقالے سے ثابت ہوا ہے کہ قندیل خیال مجلہ کو کوئی سرکاری سرپرستی حاصل نہیں تھی اور محترم محمد یوسف خان پوپلزئی جب تک اپنی مالی لگشت سے اس کو چھاپ سکتا تھا تو چھاپتا رہا جب اس کو اپنے جیب نے اجازت نہیں دی تو یہ اہم اور تاریخی دستاویز ہمیشہ کیلئے بند ہوا. جس سے اردو ادب تاحال محروم ہے.

***

حوالہ جات

1۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، بلوچستان میں اُردو، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء، ۴۱۔

۲۔ افشاں خانم، سنڈیمن لائبریری ماضی تا حال، مشمولہ قلم قبیلہ تحقیقی و تنقیدی مجلہ، قلم قبیلہ ادبی ٹرسٹ، ۲۰۰۶ء، ص، ۱۶۴۔

۳۔ محمد ناصر، آغا، بلوچستان میں اُردو شاعری، کوئٹہ، کوژک پبلیشرز، ۲۰۰۰ء، ص، ۲۵۔

۴۔ صاحبزادہ حمید اللہ، پروفیسر، لورالائی چھ سو سالہ تاریخ، مشمولہ، رگ سنگ، لورالائی، ڈگری کالج لورالائی، ۱۹۷۴ء، ص، ۶۸۔

۵۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، بلوچستان میں اُردو، ص، ۶۱۔

۶۔ ضیاء الرحمٰن، ڈاکٹر، انٹرویو، بالمشافہ، بہادر خان یونیورسٹی، کوئٹہ۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، بلوچستان میں اُردو، ص، ۱۷۴۔۱۷۵۔

۹۔ فاروق احمد، ڈاکٹر، بلوچستان میں اُردو زبان و ادب، کوئٹہ، قلات پریس، ۱۹۹۸ء، ص، ۱۰۔

۱۰۔ محمد ناصر، آغا، بلوچستان میں اُردو شاعری، ص، ۵۳۔

۱۱۔ ایضاً، ص، ۲۳۔